Lesson 5&6. Al-Baqarah (Ayaat 30 – 39): Day 28 سُوۡرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

یہاں سے تفسیر کا دوسرا حصّہ شروع ہوتا ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓـئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۳۱﴾

اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انسان کو سب سے پہلی دولت علم ملی۔ اللہ نے آدمؑ کو تمام بنیادی باتیں سکھا دیں۔ دُنیاوی علم دیا۔ اب فرشتوں کا امتحان ہوُا کہ نام بتائیں لیکن اُن کو پتا ہی نہیں تھا۔ آدمؑ کو تمام علوم کا علم دے دیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وقت کے ساتھ علم بدلتا جا رہا تھا۔

مثال؛ کمپیوٹر میں ضروری چیزیں انسٹال کر لیتے ہیں۔ پھر جب اور جہاں ضرورت ہوتی ہے ہم استعمال کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً مائیکروسافٹ، پی ڈی ایف۔

آدمؑ کو تمام ضروری علم دے دیا گیا تھا جو آنے والی نسلوں نے استعمال کرنا تھا۔ آج تک جو علوم آئے ہیں اور مستقبل میں بھی آئیں گے وہ سب اللہ سبحان و تعالیٰ کے اُس وقت آدمؑ کو دیئے گئے علوم ہیں۔

قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۳۲﴾ انہوں نے کہا، تو پاک ہے۔ جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے، اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ بے شک تو دانا (اور) حکمت والا ہے۔

فرشتوں کا جواب دیکھیں وہ واقعی اللہ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔ اَدب کے بغیر علم بیکار ہے۔

باادب بانصیب: بادشاہ کا خواب۔ایک شخص نے کہا کہ اِس خواب کی تعبیر ہے کہ آپ کے سب رشتے دار مر جائیں گے۔دوسرے نے کہا کہ بادشاہ مبارک ہو آپ کی عمر باقی رشتے داروں سے لمبی ہو گی۔یہاں سے ہم بات کرنے کا سلیقہ دیکھ رہے ہیں۔**پہلے تولو پھر بولو۔**

فرشتے کہتے ہیں۔اللہ جی آپ کے پاس حکمت ہے اور سارا علم آپ کے پاس ہے۔آپ نے جو سکھایا ہمیں بس وہی علم ہے۔اُستاد کے لئے عمل کا نقطہ کہ اُستاد کو پتا ہونا چاہئے کہ کب اور کہاں کونسی بات پڑھانی ہے۔طالب علم کو کیا سکھانا ہے۔

(قَالَ جب اللہ کے لئے تو ہم کہیں گے اللہ نے فرمایا اور جب کوئی اور بات کرے تو کہا آئے گا)

قَالَ يَآدَمُ أَنۢبِئۡهُم بِأَسۡمَآئِهِمۡۖ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسۡمَآئِهِمۡ قَالَ أَلَمۡ أَقُل لَّكُمۡ إِنِّيٓ أَعۡلَمُ غَيۡبَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَأَعۡلَمُ مَا تُبۡدُونَ وَمَا كُنتُمۡ تَكۡتُمُونَ ﴿۳۳﴾ (تب) خدا نے (آدم کو) حکم دیا کہ آدم! تم ان کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ۔جب انہوں نے ان کو ان کے نام بتائے تو (فرشتوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو (سب) مجھ کو معلوم ہے۔

یہاں سے یہ اَدب بھی پتا چلتا ہے کہ اُستاد جب کسی کی تعریف کرے تو حوصلے سے سُنیں۔

اللہ کی حکمت نظر آتی ہے۔دینے والا ہاتھ ہمیشہ اوپر ہوتا ہے۔والدین ہمیشہ ماں باپ ہی رہیں گے۔چاہے ہمیں جتنا بھی علم آجائے۔1: فرشتوں کا امتحان پورا ہوا۔فرشتے کامیاب ہو گئے۔

علم پڑھانے والے کی قدر کریں۔چاہے وہ حساب ہو یا سائنس۔قرآن ہو یا انگریزی۔

پڑھنے لکھنے کے ماحول میں سادگی ہونی چاہئے۔ مسلمانوں کی تاریخ پڑھیں تو ہمیں پتا چلے کہ کیسے کیسے مسلم ہیرو گزرے ہیں۔ وہ دور جب ہم دنیا کا علم بھی سیکھتے تھے اور سکھاتے تھے۔ سب الجبرا، فزکس اور ٹیکنالوجی دُنیا ہم سے سیکھتی تھی۔

انشاللہ وہ وقت آئے گا جب ایک آئی ٹی ماہر اپنے کمپیوٹر پر کام کر رہا ہو گا اور اَذان کے وقت اُٹھ کر نماز پڑھے گا۔ ایک ماہر ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے نکلے گا اور جائے نماز پر کھڑا ہو جائے گا۔ ایک سائنسدان نماز کے وقت لیب سے نماز کے لئے نکلے گا۔

انشاللہ یہ آئیڈیل وقت آنے والا ہے۔ ہمیں ایسی نسلیں تیار کرنی ہیں۔ (توفیق چوہدری کا بیان)

مسلمانوں نے اِس دُنیا کو لیڈ کرنا ہے۔ آگے لے کر چلنا ہے۔ جو علم آج ہم سیکھ رہے ہیں۔ یہ علم حضرت آدمؑ کے جینز میں سے آج کے لوگوں کو ملا ہے۔

حضرت آدمؑ سے ورثے میں ہمیں کیا ملا؟ علم حاصل کرنے کی صلاحیت ملی۔ اللہ نے ہر بندے کو یہ صلاحیت دی۔ اور دوسروں کو سکھانے کی صلاحیت بھی ملی۔

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓـئِکَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ ٭۫ وَکَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۳۴﴾

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سجدے میں گر پڑے مگر شیطان نے انکار کیا اور غرور میں آکر کافر بن گیا۔ یہ اللہ کے حکم کو سجدہ کیا گیا تھا۔ فرشتوں نے اللہ کا حکم مانا اور جو اللہ نے کہا اُس پر جھک گئے۔ عبادت یہ ہے کہ اللہ کا حکم مانا جائے جیسے ہمیں حکم ہے کہ خانہ کعبہ کے گرد چکر لگائیں اور اُس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھیں اور سجدے کریں۔ یہ اللہ کے حکم کو سجدہ ہے۔

خانہ کعبہ کو سجدہ نہیں ہے۔ سجدہ صرف اللہ کے لئے جائز ہے۔ نہ کسی انسان کو اور نہ کسی قبر پر سجدہ کرنا چاہیئے۔

اللہ نے انسان کو اِس دنیا کا بادشاہ بنایا۔ دُنیا کی چیزیں ہمارے تابع کر دیں۔ فرشتوں کے سجدے سے انسان کو فوقیت دی گئی۔ فرشتوں کو بھی انسان کے ساتھ لگا دیا گیا۔ فرشتے ہماری حفاظت کرتے ہیں۔

ابلیس جِنّ تھا لیکن کثرتِ عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں اُٹھتا بیٹھتا تھا۔ اِبلیس نے اللہ کے حکم کے خلاف عقل استعمال کی۔ کہ کیوں کروں؟ منطق میں پڑ گیا۔ تکبّر میں آ گیا۔ (سب باتوں کی وجہ جاننا ضروری نہیں ہوتا)۔ اِبلیس بیوقوف نہیں تھا۔ اپنی طرف سے عقلمند تھا لیکن اُسے اپنے اوپر غرور تھا۔

2: یہ ابلیس کا امتحان تھا لیکن وہ ناکام ہو گیا۔ کافر وہ ہے جو اللہ کو نہیں مانتا اور وہ بھی کافر ہے جو اللہ کی بات نہیں مانتا۔ ابلیس نے اللہ کی بات نہیں مانی اور وہ کافر ہو گیا

آدمؑ کو سجدہ اِس لئے بھی کروایا گیا کیونکہ اُس میں اللہ نے اپنی روح پھونکی تھی۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو) لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے

صرف یہ سمجھ لیں کہ حضرت آدمؑ اور امّاں حوّاؑ کو جنّت میں رکھا گیا۔ کہ جو مرضی کھائیں پیئیں۔

اور فرمایا گیا کہ اُس درخت کے قریب نہ جانا۔

(یہاں اِس بحث میں نہ پڑیں کہ کونسی جنّت تھی، کونسا پھل تھا یا کس نے پہلے کھایا۔ بس کہہ لیں ایک شجرِ ممنوعہ تھا) مفسّرین کہتے ہیں اِن آیات سے پتا چلتا ہے کہ بیوی کو کہاں رکھنا ہے خاوند کی ذمّہ داری ہے اور دونوں جو مرضی بلا اجازت کھا پی سکتے ہیں۔

حضرت آدمؑ اور امّاں جان وہاں ہنسی خوشی رہنے لگے۔ شیطان نے حسد کے مارے حضرت آدمؑ کہ بہکانے کی کوششیں شروع کر دیں کیونکہ وہ جنّت سے نکالا گیا تھا اور انسان کو اُس پر فوقیت دی گئی تھی۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ۔ پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش ونشاط) میں تھے، اس سے ان کو نکلوا دیا۔ عیسائیت میں یہ خیال ہے کہ اماں حوّا نے بہکایا تھا۔ ہمیں قرآن سے سبق ملتا ہے کہ دونوں کو پھسلایا گیا تھا۔ لوگوں نے اِس سلسلے میں کافی جھوٹ پھیلائے ہوئے ہیں۔ قرآن سے ہمیں سچّی بات پتا چلتی ہے۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت بریں سے) چلے جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، شیطان اور انسان ایک دوسرے کے دُشمن ہیں۔ انسان بھی ایک دوسرے کے دشمن ہو سکتے ہیں۔

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانا اور معاش (مقرر کر دیا گیا) ہے۔ جب حضرت آدمؑ اور حوّاؑ کو جنّت سے نکالا گیا تو وہ پریشان ہو گئے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک وہ معاف کرنے والا

(اور) صاحبِ رحم ہے۔ اُنھوں نے اللہ سے توبہ کی، معافی مانگی اور اپنی غلطی پر شرمندہ ہوئے۔ انسان کا امتحان ہوُا اور وہ کامیاب ہو گیا۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِر لَنَا وَتَرْحَمنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

سورۃ اعراف

اے ہمارے ربّ ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اگر آپ نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمالی۔ یہاں یہ بات نوٹ کریں کہ دُنیاوی علوم کی صلاحیت انسان کے جینز میں رکھ دی گئی تھی لیکن وحی کا علم اللہ کی طرف سے عطا ہوُا اور اِس کو سیکھنا پڑا تھا۔

جب تک وحی کی تعلیم حاصل نہیں کرینگے کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ دُنیاوی تعلیم اور صرف عقل سے شیطان سے نہیں بچا جاسکے گا۔ ہمیں جنّت میں رکھ کر شیطان، ہمارے دشمن کی پہچان کروا دی گئی اور ہمارا آخری مقام بھی دِکھا دیا گیا۔ تا کہ انسان میں جنّت کی خواہش پیدا ہو۔

ابلیس سے غلطی ہوئی تھی لیکن توبہ کی توفیق نہیں ملی۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب تک غلطی پر شرمندہ نہیں ہوتا توبہ کی توفیق بھی نہیں ملتی۔ غرور سے ابلیس کی پیروی ہوتی ہے اور توبہ و شرمندگی سے آدمؑ کی پیروی ہوتی ہے۔ یہاں لفظ فَتَلَقّٰٓ آیا ہے۔ یعنی جو چیز شوق اور رغبت سے سیکھی جائے۔

ایک بات نوٹ کریں کہ انسان کو سب سے پہلے توبہ کے الفاظ سکھائے گئے۔ کیونکہ انسان سے غلطیاں ہونی تھیں۔ مغفرت کے لئے دُعا مانگنی پڑتی ہے۔ بخشش صرف مانگنے پر ملے گی۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

﴿۳۸﴾ ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو

(اس کی پیروی کرنا کہ) جنھوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک

ہوں گے۔ اللہ سے معافی کے بعد وہ دونوں دُنیا میں آ گئے۔ اب جو انسان ہدایت (وحی) پر عمل کرتا

رہے گا۔ اللہ کو مانتا رہے گا اور اللہ کی مانتا رہے گا تو وہی کامیاب ہوگا۔

صرف کلمہ پڑھ لینے پر یا قرآن گھر میں رکھنے سے بخشش نہیں ملے گی۔ ہدایت کی پیروی کرنے پڑے

گی پھر اَصل کامیابی ملے گی۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ اور جنھوں نے (اس کو)

قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ دوزخ میں جانے والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

نجات صرف کتابِ ہدایت پر عمل کرنے سے ملے گی۔ مِّنِّيْ هُدًى یعنی ہدایت کا راستہ صرف وہی ہے

جو اللہ کی طرف سے آئے گا۔ فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ دُنیا کے علم کے ساتھ وحی کا علم حاصل کرنا پڑے گا۔

عمل کا نقطہ۔ اپنی نسلوں کے دین کے علم کی بھی فکر کرنی پڑے گی۔ قرآن کا معجزہ یہ ہے کہ کسی بھی

عمر میں سیکھا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے دنیا کا علم لازمی نہیں۔ سفر جتنی جلدی شروع کرینگے سفر اُتنا ہی

آسان ہو جائیگا۔ علم کی اہمیت نظر آتی ہے۔

اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوں اور توبہ کریں۔ بخشش کی دُعائیں مانگیں۔